کوہ ماراں (جموں وکشمیر نسائی ادب نمبر)

مدیر : سہیل سالمؔ

شمارہ: 3 جنوری تا مارچ2022

صفحات: 287 ، قیمت: 250 روپے

ناشر: اسلوب پبلشرز بمنہ سرینگر

مبصرہ: اُم سلمہ

کوہ ماراں "نامی سہ ماہی رسالہ سال 2021 میں جاری کیا گیا جس کے مدیر علی جناب سہیل سالمؔ ہیں، جو خود بھی اردو زبان وادب کے ایک سچے عاشق بھی ہے اور ایک مخلص خادم بھی۔ اس رسالے کو جاری کر کے انہوں نے اردو کی ترقی و بہبودی کا جو بیڑا اٹھایا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ اس مجلّے کے اب تک تین شمارے آ چکے ہیں۔ لیکن تیسرا شمار، خاصی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اسکو خواتین کے لئے مخصوص کیا گیا اور اس میں علمی، ادبی، تحقیقی وتنقیدی مضامین کے ساتھ ساتھ نظمیں اور افسانے بھی شائع ہوئے جو تمام کے تمام خواتین کے لکھے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ خواتین مقالہ نگاروں نے ہی خواتین کی ہی تصنیفات پر مقالے لکھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس شمارے کو "جموں وکشمیر میں نسائی ادب "کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اس

شمارے سے ہم ان مصنفات، شاعرات اور افسانہ نگاروں سے واقف ہوتے ہیں جن کو یہاں کی ادبی فضا نے نظر انداز کیا تھا اور ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جموں وکشمیر میں خواتین ادب کے معاملے میں مردوں سے کسی قدر پیچھے نہیں۔

رسالہ'' کوہ ماراں جموں وکشمیر نسائی ادب نمبر'' تین زمروں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں مقالہ نگاروں نے شاعرات ومصنفات وقلمکاروں کی تصنیفات پر مقالے لکھے ہیں، جن میں ڈاکٹر کوثر رسول، ڈاکٹر نیلوفر ناز نحوی، ڈاکٹر نسرین کوثر، ڈاکٹر حمیرہ جان، اور دیگر معلمات اور اسکالرز کے مقالے شامل ہیں۔ ڈاکٹر کوثر رسول نے ترنم ریاض کے ناولٹ "مجسمہ " کا تجزیہ کر کے ایکوتانیثیت کو خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ ناول کے حوالے سے بیان کرتی ہیں:

> "مجسمہ درحقیقت اس رشتہ یا وابستگی کا استعارہ ہے جو عورت اور فطرت کے درمیان ازل سے موجود ہے۔ مجسمہ کا تصور بظاہر غیر متنفس وجود مگر ایک خوبصورت خیال ہے جس کا واحد مقصد انسان کی جمالیاتی حس کی تسکین ہے مگر مجسمہ جمود کی بھی علامت ہے۔ جس کو منفی پیرائے میں لیں تو ہمارے لاشعور میں پلنے والے کئی خدشات یا وسوسوں کا بھی عامل ہے اور انسانی نفسیات میں بہ یک وقت محبت و خوف، خوبصورتی وبدصورتی دونوں کا تصور موجود رہتا ہے"۔

ڈاکٹر نسرین کوثر نے ڈاکٹر نیلوفر ناز نحوی کی فارسی سے ترجمہ کردہ کتاب "اچھی کہانیاں اچھے بچوں کے لئے " کا بہترین تعارف کرایا ہے۔ اس مضمون سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ ڈاکٹر نیلوفر ناز نحوی نے اپنی ادبی خدمات کے ذریعہ نہ صرف اردو کی چاشنی میں اضافہ کیا ہے بلکہ قارئین کو فارسی کی لذت سے بھی لطف اندوز کرایا

ہے۔ڈاکٹر نسرین نے اپنے مضمون میں اس کتاب کی اہمیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے ایک نہایت ہی سچی بات کہی ہے کہ ادب اطفال کے حوالے سے برصغیر میں اردو زبان میں ایک بیش بہا ذخیرہ موجود ہے۔ ماضی کے تقریبا ہر ادیب نے بچوں کے لئےنظمیں، کہانیاں، ڈرامے اور ناول بچوں کی ذہنی اور اخلاقی ضروریات کو مدنظر رکھ کر لکھے ہیں اور آج بھی ایسا ادب خوبصورتی سے تخلیق کیا جا رہا ہے لیکن ہماری ریاست میں ایسے ادب کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ ایسے میں "اچھی کہانیاں اچھے بچوں کے لئے''کتاب کا منظر عام پر آنا ایک مستحسن اور خوش آیند عمل ہے''۔

ایک اور اسکالر روحی جان کا مضمون'' اردو ادب میں جموں و کشمیر کی خواتین کا حصہ'' نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔شروعات کی ہی چند سطور میں وہ مرد اور عورت کا 'کون کس سے بہتر' والا جھگڑا امٹاتے ہوئے فرماتی ہیں:

> ''مرد کے وجود ہی سے عورت کا وجود بنایا گیا تا کہ یہ ایک دوسرے سے سکون اور انس حاصل کریں۔ دونوں ایک دوسرے سے سبقت لینے کے بجائے دونوں اپنی اپنی استعداد کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ تعاون عمل کر کے تمدن کی خدمت انجام دے سکتے ہیں''۔

اسی طرح باقی اسکالرز کے مضامین بھی قابل تعریف ہیں نہ صرف اسکالرز بلکہ انڈر گریجویٹ طالبات نے بھی اپنی تحریروں سے نسائی ادب میں اضافہ کیا ہے۔ یہی اس رسالہ کی سب سے بڑی خوبی ہے کہ اس نے ہر ایک کو اپنے جذبات و احساسات اور خیالات کی ترجمانی اور نمائندگی کرنے کا موقع فراہم کیا۔کہا جاتا ہے کہ رسالے قوم کا ایک اہم اثاثہ اور ترجمان ہوتے ہیں اور یہ رسالہ اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہے۔

رسالے کا دوسرا حصہ نظموں اور غزلوں پر مشتمل ہے۔ جس میں ہماری وادی کی شاعرات نے لفظوں کی جادوگری دکھا کے قاری کو اپنے سحر میں گرفتار کیا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنی بلند خیالی، ندرت اور سادگی کا لوہا بھی منوایا ہے۔ خاص کر رخسانہ جبین، پروفیسر نصرت چودھری، پروفیسر شفیقہ پروین، رخسانہ پروین، سدھا جین انجم، ڈاکٹر درخشاں اندرابی وغیرہ کے کلام سے رسالہ جگمگا اٹھا ہے۔ پروفیسر شفیقہ پروین کے اشعار عاشقانہ ہونے کے ساتھ ساتھ غم والم کی داستان بھی ہیں:

کبھی جو میری شب زندگی میں آیا تھا
وہ ماہ چاندستارے سبھی تو لایا تھا

بھٹک رہی ہوں مگر تم کو یاد تو ہوگا
تمہارے سامنے ہی اپنا گھر جلایا تھا

ڈاکٹر درخشان اندرابی کی غزل بھی رومانیت میں کسی طرح پیچھے نہیں۔ انہوں نے دل کو چھو جانے والے شعر لکھے ہیں:

یہ اور بات ہے کہ احساس کھا گیا دھوکا
تمہاری یاد تھی شامل تمہیں بھلانے میں
سوائے اس کے کہ اپنی خبر نہی اس کو
نہ پائی کوئی کمی آپ کے دیوانے میں

کوہ ماراں کے اس شعری حصہ کو پڑھتے وقت ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوتی۔ ہر شاعرہ کا انداز منفرد اور دلکش ہے جن کا فرداً فرداً یہاں ذکر کرنا ممکن نہیں۔ رسالے کا تیسرا اور آخری حصہ کافی دلچسپ حصہ ہے۔ یہ حصہ افسانوں پر

مشتمل ہے جس میں ترنم ریاض، ڈاکٹر نیلوفر ناز نحوی، میت کور، مینا یوسف اور دیگر کئی افسانہ نگاروں کی تخلیقات شامل ہیں۔ ترنم ریاض کا افسانہ "میرا پیا گھر آیا "ایک لا جواب افسانہ ہے۔ اس میں ہمیں شمع نامی عورت کی بے بسی کی کہانی سنائی گئی ہے۔ کہانی عورت کی لاچارگی سے شروع ہوتی ہے اور آگے چل کر قاری کو شمع کے بارے میں شش و پنج میں ڈال کر مصنفہ نے کہانی کی دلچسپی میں اضافہ کیا ہے۔ اپنی فنی تکنیک اور مہارت کا استعمال کرتے ہوئے افسانے کا سبق آموز اختتام کیا ہے۔ اسکے بعد ہی واجدہ تبسم کا لکھا افسانہ "راز دل "شروع ہوتا ہے جس میں مرد کی بے بسی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ زنفر کھوکھر کے افسانے "چوک "میں مزاح اور سنجیدگی دونوں کا عنصر پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر نیلوفر ناز نحوی کا تحریر کردہ افسانہ "سفید خون "سماجی اقدار کی گراوٹ کی عکاسی کرتا ہے۔ اسی طرح تبسم ضیا کا "ڈیٹ آف برتھ "ایک منفرد، دلچسپ اور مزاحیہ افسانہ ہے۔ افسانے بعنوان "وہ لوٹ آیا۔۔ مگر"، "اسیری کا چاند"، "بونا قد"، "اماں ملے تو کہاں ملے "وغیرہ سب ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ رسالہ" کوہ ماراں " کا یہ تیسرا شمارہ جو کہ جموں وکشمیر کے نسائی ادب نمبر پر مشتمل ہے، ایک معیاری اور مثالی شمارہ ہے۔ ایسے ہی رسائل اور جرائد ادبی تاریخ رقم کرتے ہیں اور کتب خانوں کی اہم طاقوں پر سجتے ہیں۔

☆☆☆